1۔ ہستی اپنی حباب کی سی ہے

میر تقی میر

(1728ء۔۔۔1810ء)

حالات زندگی:

میر محمد تقی نام اور میر تخلص۔ اور والد کا نام میر علی متقی تھا۔ آپ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سید امان اللہ سے حاصل کی جو میر کے والد کے مرید اور منہ بولے بھائی تھے۔ بچپن میں ہی والد اور ہم ان کی وفات کے بعد میرے کو تلاش معاش کے لئے آگرہ چھوڑ کر چلی آنا پڑا۔ یہاں ایک نواب کے ہاں ملازم ہوئے وہ نواب نادر شاہ کے حملے میں مارا گیا تو میر آگرہ سے لوٹ آئے لیکن انہیں دوبارہ جانا پڑا دلی میں خراب امن و امان کی وجہ سے انہوں نے مجبور ہو کر لکھنؤ کا رخ کیا وہاں نواب آصف الدولہ کے دربار سے وابستہ ہوگئے اور باقی عمر اسی سحر میں بسر کی۔

میر کو خدائے سخن کہا گیا ہے۔ انہوں نے مختلف اضافہ شعر میں طبع آزمائی کی ہے مگر کی پہچان غزل ہوئی ہے وہ بلاشہ غزل کے بادشاہ۔ خلوص درد و غم اور سادگی کی بدولت ان کی غزلیں دل پر اثر کرتی ہیں۔

ان کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف نہ صرف ان کے ہم عصر شعرا نے کیا ہے بلکہ کہ متاخرین نے بھی انہیں سراپا ہے۔ بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے ان کو "سرتاج شعرائے اردو" قرار دیا ہے۔

تصانیف:

میر تقی میر کی تصانیف میں ایک خودنوشت "ذکر میر"، ایک تذکرہ "نکات الشعراء" ایک فارسی اور اچھے اردو دواوین شامل ہیں۔ اردو غزلیات کیسہ دیوان، فارسی، ذکر میر، نکات الشعراء، کا سانز اور مثنویاں لیکن ان کی وجہ شہرت صرف اور صرف غزل ہے۔

وفات:

آخر کلیم سخن کا یہ صحرا نصیب شہنشاہ شاہ 1810 میں لکھنؤ کی آغوش میں ہمیشہ کے لئے سو گیا۔

مُشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آتش غم	غم کی آگ	اضطراب	بے چینی
اوقات	حیثیت	چشم پر آب	آنسوؤں سے تر آنکھ
حباب	پانی کا بلبلا	خانہ خراب	برباد
سراب	دھوکا	نیم باز	آدھی کھلی ہوئی
ہستی	زندگی		

غزل کے اشعار کی تشریح

شعر۱۔ ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

تشریح:

میر تقی میر نے ان شعر میں زندگی کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی عارضی ہے۔ اس کو دوام حاصل نہیں ہے۔ ہماری زندگی ، حقیقت پانی کے بلبلے کی طرح ہیں جس طرح پانی کا بلبلا وجود میں آتے ہی ، مٹ جاتا ہے۔ اس طرح زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کب ختم ہو جائے۔ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ لہٰذا اس عارضی اور مختصر زندگی میں ہمیں ایسے کام کرنے چاہئیں جو آخرت کی زندگی میں ہمارے کام آئیں۔

شعر۲۔ نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

تشریح:

شرف نے شعر میں محبوب کے خدوخال کی تعریف میں کہی ہے۔ مختلف شاعروں نے اپنے مجازی محبوب کے ہر اعضا جسمانی کو اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عشق کے نزدیک اس کا محبوب حسن و جمال میں بے مثال ہوتا ہے۔ وہ سراپا حسن جمال ہوتا ہے میں وہ کے تمام اعضاء خوبصورتی اور دلفریبی میں بے نظیر ہوتے ہیں میرنے بھی اپنے محبوب کی تعریف کرتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے جس میں محبوب کی سرخی گلاب کی پتی سے کم نہیں ہے۔

شعر۲۔ جشم وا ں کھول اس بھی عالم پر
یاں کی اوقات خواب کی سی ہے

تشریح:

اس دنیا میں انسان کی حیثیت ایک مسافر کی سی ہے۔ جیسے آخرت کا سفر درپیش ہے۔ دنیا میں آنے والے ہر انسان کو اس بات کا علم ہے کہ ایک دن اسے دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ یہ دنیا دار العمل ہے اس دنیا کے اعمال کے نتائج اگلی دنیا میں مرتب ہوں گے اگر ہم اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھول کر آنے کر یں گے تو دوسری دنیا میں اس کا اجر جس اتھا نہیں ملے گا شاعر کہتا ہے کہ اس کو آپ کی کیفیت سے ہمیں بھی نکلنا چاہیے اور اس دنیا کا دھیان کرنا چاہیے جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ ہمیں اپنے اندر کے انسان کو بیدار کرنا چاہیے۔

شعر۱۔ بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں
حالت اب اضطراب کی سی ہے

تشریح:

سر کہتے ہیں کہ میں اپنے دل کا حال کہنے کے لئے اپنے محبوب کے در دا ئے پر جاتا ہوں۔ میں اس سے اپنے دل کی حالت بیان کرنا چاہتا ہوں مگر شرم میرے ہوں واپس آ کر مل آ کر دل اور زیادہ بے چین ہوتا ہے میرا دل محبوب قسم کی بے چینی اور بے قراری میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ جب میں دنیا کی پریشانیوں میں گر جاتا ہوں تو اپنے محبوب حقیقی کے سامنے جھک جاتا ہوں۔ جانتا ہوں میر محبوب کے وصال کے لیے بے چین ہے۔ لیکن محبوب کی طرف سے بے اعتنائی کے اظہار پر اب عاشق پر بے چینی کا غلبہ طاری ہے۔

شعر۲۔ میں جو بولا کہا کہ یہ آواز
اسی خانہ خراب کی سی ہے

تشریح:

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ دنیا کی ساری رونق اور جمیل جذبات اس دنیا میں دم سے ہے۔ اگر خوشی، غم، محبت، عداوت، تفرت، چاہت، خوف اور ہمدردی جیسے جذبات اس دنیا میں نہ ہوتو دنیا کی رونق ماند پڑ جائے گی شاید

کہتا ہے کہ میر ا محبوب مجھ سے آشنا بگانہ ہو گیا ہے کہ وہ میری آواز کی پہچان بھول گیا ہے۔ اسے میری آواز میری تو لگتی ہے لیکن اس میں قطعیت نہیں ہے بلکہ ہچکچاہٹ میں ابہام پایا جاتا ہے۔ وہ میری آواز سن کر تشکیک و یقین کے دوراہے پر کھڑا ہے وہ میری آواز کو میری آواز جیسا سمجھتا ہے یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ میری ہی آواز ہے۔ محبوب کی یہ بات شاعر کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔

شعر۴۔ آتش غم میں دل تمنا شاید
دیر سے ہو کباب کی سی ہے

تشریح:

شاعر کا یہ شعر حقیقت سے بعید ہے۔ وہ اپنے اس شعر میں اپنے غم کی شدت کی پہچان مجھے بھلائے دے رہی ہے۔ میرا دل غم سے بھرا ہوا ہے اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے غم کی اس آگ میں میرا دل بھی کباب ہو گیا ہو کیونکہ مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے کوئی کباب آگ پر رکھا ہو اور اسے اتارا نہ بھول جائے تو وہ جل جاتا ہے۔ اور اس کی بو اور کڑھیل جاتی ہے۔ بلکہ میرا محبوب میری اس کیفیت سے لطف اندوز ہو رہا ہے کاش میری اس کیفیت کو سمجھ کر میرے مردہ دل کو پھر سے زندہ کر دیتا۔

شعر۱۔ میرؔ ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

تشریح:

عشق و محبت ایک انوکھا جذبہ ہے۔ اس جذبے سے سرشار شاعر محبوب کو کبھی دوا کی سرحد پر پہنچا دیتا ہے اور کبھی بے وفائی کی سرحد پر لا کھڑا کرتا ہے۔ اردو شاعری کا ایک باب سراپا نگاری بھی ہے جس میں کبھی محبوب کے لب کی تعریف ہوتی ہے تو کبھی زلف یار کی۔ شاعر نے اپنے محبوب کو شراب کی مستی سے تشبیہ دی ہے اپنے محبوب کی آنکھوں کو شاعر نے شراب کی مستی کہا ہے۔ شراب کی مستی جیسی کیا یہی اس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرے محبوب کی آنکھوں میں شراب جیسی مستی ہے شراب کی مستی نہیں ہے۔

حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) اس غزل میں ردیف کون سے الفاظ ہیں؟

جواب: اسی ہی ہے" اس غزل کی ردیف ہے۔

(ب) اس غزل میں استعمال ہونے والے کوئی سے چار خوبیوں کی نشاندہی کریں۔

جواب: اس غزل میں جواب، سراب، اضطراب، کباب، شراب قافیے ہیں۔

(ج) دوسرے شعر میں ہونٹوں کو کس سے تشبیہ دی گئی ہے؟

جواب: دوسرے شعر میں ہونٹوں کو لوگوں کی بھکرتی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(د) میرے جیسے بیزار بخشعوں کی مستی کو کیا قرار دیا ہے؟

جواب: میرے جیسے بیزار بخشعوں کی مستی کو شراب کی سی مستی قرار دیا ہے۔

(ہ) شاعر اضطراب کی حالت میں کیا کرتا ہے۔

جواب: شاعر اضطراب کی حالت میں محبوب کے در پر بار بار جاتا ہے۔

۲۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

مستی، جواب، سراب، اوقات، اضطراب، عادتِ غرائب، بیزار، مستی

الفاظ	معانی	جملے
مستی	زندگی، وجد	اس دیوانے ہماری مستی جیسا کی ہی ہے۔
جواب	پانی کا دھوکا	انسان کی زندگی جواب کی مانند ہے۔
سراب	دھوکا	دنیا کی زندگی سراب کی سی ہے۔
اوقات	حیثیت	ہر انسان کو اپنی اوقات میں رہ کر زندگی بسر کرنی چاہیے۔
اضطراب	بے چینی	عاشق اضطراب کے عالم میں محبوب کے در کا بار بار چکر لگاتا ہے۔

عادتِ غرائب	بیزار	خدا اس عادتِ غرائب کرے اس نے مجھے بہت تنگ کیا ہوا ہے۔
بیزار	آدمی کھلی جولی	اس نے مجھے بیزار بخشعوں سے بچالیا۔
مستی	نشہ، سرخوشی	میرے محبوب کی آنکھوں میں شراب کی سی مستی ہے۔

۳۔ عادِ(الف) میں دیے گئے الفاظ کو عادِ(ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

عادِ(الف)	عادِ(ب)	عادِ(ج)
مستی	عادتِ غرائب	جواب
نراش	شراب	سراب
بخشعوں	کباب	کباب
آنکھیں	بیزار	بیزار
حالت	کباب	اضطراب
مالی	جواب	کباب

مستی	سراب	شراب
تواز	اضطراب	عادتِ غرائب

۴۔ درج ذیل مرکبات، مرکب کی کون سی قسم ہیں؟

بخشعوں، اس کے لب، آنکھیں غم، اس کا ہ

جواب: یہ تمام مرکب اضافی ہیں۔

۵۔ اس غزل کے مطلع اور مقطع کی نشاندہی کریں۔

جواب: غزل کا مطلع:

مستی ابلی جواب کی سی ہے

یہ نراش سراب کی سی ہے

غزل کا مقطع:

میرا ان بیزار بخشعوں میں

ساری مستی شراب کی سی ہے

۶۔ مذکر اور مونث الگ الگ کریں۔

مستی، جواب، نراش، سراب، لب، غم، کباب، مستی، شراب

مذکر الفاظ: جواب، سراب، لب، کباب

مونث الفاظ: مستی، نراش، غم، مستی، شراب

۷۔ اعراب لگا کر لفظ واضح کریں

جواب، سراب، نراش، بخشعوں، عادِ غرائب، اضطراب، آنکھیں غم، بیزار

جواب: جواب، سراب، نراش، بخشعوں، عادِ غرائب، اضطراب، آنکھیں غم، بیزار۔

۸۔ متن کے مطابق درست لفظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) داغی اس کے لیے کی گیا کیے

(ب) بخشعوں الگ گھومے کی سی ہے

(ج) مستی ابلی جواب کی سی ہے

(د) بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں

غزل

لغت میں غزل کے معنی معشوق سے باتیں کرنا، اصطلاح میں غزل شاعری کی وہ قسم ہے جس میں حسن و عشق کے موضوعات اور تجربات پیش کیے جاتے ہیں غزل کے بیچ میں موسیقی اور نرم کے عناصر ہوتے ہیں غزل مخصوص علامتیں بیان ہیں یہ غزل کو دوسری اصناف سے ممتاز کرتی ہیں غزل میں حسن و عشق کے ساتھ ساتھ تصوف، اخلاق اور حیات و کائنات کے مسایل بھی بیان ہوتے ہیں۔

مطلع: مطلع کے معنی نکلنے کی جگہ یا نکلنا کے ہیں۔ اصطلاح میں غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کو مطلع کہا جاتا ہے۔

مقطع: مقطع کے لغوی معنی ختم کرنے یا کاٹنے کے ہیں۔ اصطلاح میں مقطع غزل کے آخری شعر کو کہا جاتا ہے۔ جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔ جس شعر میں شاعر اپنا تخلص استعمال نہ کرے اسے غزل کا آخری شعر کہا جاتا ہے مگا مقطع نہیں۔